موجودہ نظام تعلیم میں اسلامی اقدار کے سمونے کے مراحل واقدامات

Inclusion of Islamic Values in Present Education System

In the Light of NEP: Phases and Steps

ڈاکٹر محمد فاروق*

ABSTRACT

Pakistan came into being on the basis of Islamic Ideology. Therefore, our educational system and policies should be based upon the Islamic ideology. Our national leaders also stressed upon the enforcement of Islamic values in all walks of life of the people of Pakistan. It was theoretically stated in all the educational policies that our national ideology would be the only basis of our educational system. The purpose of this research was to critically analyze the inclusion and effects of Islamic values in our educational system with special reference to our national educational policies. The method used for the research was descriptive and analytical. The review of literature revealed that practically nothing could be done. All steps taken in the educational policies for the inclusion of Islamic values in our educational system confined to papers only. It was also revealed that our national educational system was completely unable to produce honest, loyal, faithful and true Muslims and sincere Pakistanis. Our educational system and educational policies were devoid of Islamic character. The realization of the true sprite of Islamic values in our national educational policies remained a dream. Consequently, our present educational system could not give intended outcomes. In order to achieve the desired objectives, our educational policies and educational system should be in consonance with Islamic values and teachings. Holistic practical measures are required for this purpose. To foster in the hearts and minds of people of Pakistan in general and student in particular, a deep loyalty to Islam and Pakistan, our present educational system urgently requires radical changes on the basis of Quran and Sunnah.

Keywords: *Islamic Ideology, Islamic Values, Policies, Philosophy, Culture, Education system.*

---

* سینیئر ٹیچر گورنمنٹ ماڈل ہائی سکول میانی (سرگودہا)

تعارف:

اقدار کسی بھی قوم کے نظریہ حیات اور مذہب کے مطابق نموپاتی ہیں۔ پاکستان جو کہ ایک نظریاتی مملکت ہے اس کے باسیوں کی اکثریت مسلمان ہے اس لیے اسلامی اقدار جن کا مآخذ دین اسلام ہے، انفرادی و اجتماعی سطح پر ہماری رہنمائی کا کام انجام دے سکتی ہیں۔ کیونکہ اسلامی اقدار کا اساسی مقصد ہی انسان کی ہمہ گیر بھلائی و فلاح ہے۔ خواہ اس کا تعلق کسی بھی شعبہ زندگی سے ہو، اسلامی اقدار کی مسلمہ حیثیت ہے۔ اسلامی اقدار انسان کی روح اور فکر کی اصلاح کر کے اسے انسانیت کے مقام تک پہنچا دیتی ہیں لیکن یہ خدمت نظام تعلیم کے ذریعے ہی انجام دی جاسکتی ہے جس کی ذمہ دار ریاست ہوتی ہے۔ 1947 سے ہی موجودہ نظام تعلیم میں اسلامی اقدار کو سمونے کے اقدامات وقتاً فوقتاً ہوتے رہے ہیں، حکومتی و عوامی سطح پر ایک حد تک کوشش کی جاتی رہی ہیں لیکن ان کے خاطر خواہ نتائج بر آمد نہیں ہوئے۔ اس مقالے میں قومی تعلیمی پالیسیوں کے تناظر میں اسلامی اقدار کو نظام تعلیم میں سمونے کے اقدامات کا جائزہ لینے کی کوشش کی جائے گی۔

پاکستان کے قیام کے بعد پاکستانی حکومت (جس کے سربراہ حضرت قائداعظم محمد علی جناحؒ تھے) کو ایک ایسے نظام تعلیم کی تشکیل کی ضرورت محسوس ہوئی جس کی بنیادیں اسلام کے نظریہ حیات پر ہوں اور اس نظام تعلیم کے ذریعے پاکستانی مسلمانوں کی تہذیب و ثقافت اور اسلامی اقدار و روایات کو پروان چڑھایا جائے۔ چنانچہ اس کام کو فوری طور پر انجام دینے کے لیے تعلیمی کانفرنس کے انعقاد کے لئے انتظامات کئے گئے۔

اسلامی اقدار اور قومی تعلیمی پالیسیاں:

1۔ تعلیمی کانفرنس ۱۹۴۷ء

پاکستان کے دارالحکومت کراچی کے گورنر ہاؤس میں یہ کانفرنس ۲۷ نومبر ۱۹۴۷ء تا یکم دسمبر ۱۹۴۷ء تک جاری رہی۔ یہ تعلیمی کانفرنس قائداعظم محمد علی جناح کے ۱۱، اکتوبر ۱۹۴۷ء کے اعلان (تقریر) کی آئینہ دار تھی جس میں آپ نے فرمایا تھا:

> ”پاکستان جس کے لیے ہم گذشتہ دس سال سے جدوجہد کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ آج ایک مُسَلّمہ حقیقت ہے، لیکن اپنے لیے ایک مملکت قائم کرنا ہمارا مقصود نہیں تھا بلکہ یہ حصول مقصد کا محض ایک ذریعہ تھا۔ خیال یہ تھا کہ ہم ایک ایسی مملکت کے مالک ہوں۔ جہاں ہم اپنی روایات اور تمدنی خصوصیات کے مطابق ترقی کر سکیں اور جہاں اسلام کے عدل و انصاف و مساوات کے اصولوں کو آزادی

سے برسرِ عمل آنے کا موقع حاصل ہو"[1]

بانئِ پاکستان کے اس فرمان میں مسلم روایات اور تہذیب وتمدن کی خصوصیات کے ساتھ ساتھ عدل وانصاف جو کہ اسلام کی اہم مستقل قدر ہے، کا ذکر موجود ہے اور مساوات جو کہ عدل وانصاف کی ضمنی قدر ہے، کا بھی ذکر ہے ان اسلامی اقدار کی ترویج سے معاشرتی، معاشی، سیاسی، اخلاقی وروحانی زندگی پر بہت گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ معاشرے میں امن وسکون کے قیام میں مدد ملتی ہے۔ تاہم دیگر اسلامی اقدار کا بھرپور انداز میں ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ پاکستانی معاشرت میں اسلامی اقدار کو وہ مقام حاصل نہ ہو سکا جس کا ایک مسلم ریاست کو علمبردار ہونا چاہیے۔ تعلیمی کانفرنس ۱۹۴۷ء میں قائداعظم خود تو تشریف نہ لائے لیکن صدارتی خطبہ جو ان کی طرف سے بھیجا گیا تھا، اس وقت کے وفاقی وزیر تعلیم نے پڑھ کر سنایا۔

قائد نے ارشاد فرمایا:

> "We have to see that they are fully qualified and equipped to play their part in the various branches of national life in a manner which will honor to Pakistan" [2]
>
> "ہمیں یہ بھی مدنظر رکھنا چاہیے کہ وہ (طلباء) مکمل طور پر تعلیم یافتہ اور ہنر سے مزین ہوں تاکہ وہ قومی زندگی کے مختلف شعبہ جات میں اس طرح سے اپنا کردار ادا کر سکیں جو پاکستان کے لیے باعث عزت ہو"

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کہنا کہ ہم اپنے بچوں کو مستقبل میں صحیح معنوں میں پاکستانی شہری بنانا چاہتے ہیں۔ گویا نظریہ پاکستان جو کہ دراصل نظریہ اسلام ہے، کا خوگر بنانا مطلوب ہے۔ ایک طرح سے اسلامی اقدار کی طرف دلالت نظر آتی ہے مگر شفاف الفاظ میں اسلامی اقدار کی عملیت کا کوئی واضح کردار اس ضمن میں ادا کرنے کی ترغیب نظر نہیں آتی۔

تشکیل کردار اور عزت نفس، احساس ذمہ داری اور قومی خدمت کا جو ذکر ہے اس کو اگر اس طرح لیا جائے کہ افراد کی عزت اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ وہ سچائی کو اپنائیں، جھوٹ کو ترک کر دیں، حلال اور حرام میں تمیز کریں، پاکبازی کو اپنائیں، بدکرداری سے احتراز کریں، حیاء جو کہ نصف ایمان ہے، کو اپنا دوست بنائیں اور بے حیائی کے قریب بھی نہ پھٹکیں، مصیبت اور دکھ کو صبر واستقلال کے ساتھ برداشت کریں تو یہ تمام اقدار انسان کی عزت نفس کو بحال رکھ سکتی ہیں اور اس طرح انسان کے کردار کی بہتر تشکیل ہو سکتی ہے۔

---

(1) جناح' محمد علی، قائداعظم، تقاریر اور بیانات (۴۸۔۱۹۴۷) گورنمنٹ آف پاکستان، وزارت اطلاعات اور براڈکاسٹنگ، ڈائریکٹوریٹ آف فلم اور پبلیکیشنز، کراچی، پاکستان، ۱۹۴۹، ص: ۷۴

(2) تعلیمی کانفرنس ۱۹۴۷، گورنمنٹ آف پاکستان، وزات داخلہ وتعلیمات، کراچی، ۱۹۴۷ء، ص: ۵

قائد اعظم کے خطبہ میں ان تمام اقدار کو عزت نفس اور تشکیل کردار کی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔ تاہم یہ الفاظ کماحقہ، نظام تعلیم کو اسلامی تعلیمات و اقدار کے پس منظر میں مرتب کرنے کے لیے ناکافی ہیں۔ صرف ان الفاظ سے اسلامی اقدار کے احیاء میں کوئی خاص مدد نہیں مل سکتی۔ وزیر تعلیم فضل الرحمٰن جو کانفرنس کی صدارت کے فرائض انجام دے رہے تھے انھوں نے اپنے خطبہ صدارت میں تعلیمی نظام کو اسلامی طرز پر تشکیل دینے پر زور دیا اور اس طرح اظہار فرمایا:

> ”ہماری تعلیمی پالیسی موجودہ دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہو اور ان نظریات کی آئینہ دار ہو، جو دراصل قیام پاکستان کی اساس ہیں۔ ہمیں پاکستان کو ایک ایسی جدید جمہوری ریاست میں تبدیل کرنا ہوگا جس کے شہری اچھی زندگی بسر کرنے کے لیے جسمانی، ذہنی اور اخلاقی اوصاف کے حامل ہوں اور اس مقصد کی تکمیل کے لیے ہمیں اسلامی فکر و عمل سے بھرپور استفادہ کرنا ہوگا۔ ہمارے نظام تعلیم کو اسلامی اصولوں سے ہدایات اور روشنی حاصل کرنا ہوگی۔ کیونکہ اسلام کے سوا کسی اور نظام فکر میں رواداری، اپنی مدد آپ انسانی ہمدردی اور اخوت و مساوات جیسے جامع تصورات نہیں ملتے، اخلاقی اور روحانی ترقی کے بغیر سائنسی ترقی انسانی تباہی کا موجب بنتی ہے۔ مدارس میں اساسیات اسلام کی تعلیم کے ذریعے اسلامی نظریہ حیات کے مطابق طلبہ کے کردار کی تشکیل کی جائے“[(1)]

جناب فضل الرحمان نے اسلامی فکر کو اپنے الفاظ میں بیان کیا اور تعلیمی پالیسی کو نظریہ پاکستان کے تقاضوں کے مطابق مرتب کرنے کی ترغیب دی اور پاکستان کے شہریوں میں فکری اور اخلاقی اوصاف پیدا کرنے کے لیے اسلامی فکر و عمل پر زور دیا کیونکہ ان کے خیال میں اسلامی تعلیمات پر عمل کے سوا ایک مسلم معاشرہ کے لیے کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ انھوں نے سائنسی علوم کو بھی اسلامی فکر کے تابع حاصل کرنے پر زور دیا اور یہ بھی فرمایا کہ طلباء کی کردار سازی اسلامی فلسفہ حیات کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

مذکورہ فرمودات میں اگرچہ واضح طور پر اسلامی اقدار کو نظام تعلیم میں سمونے کے اشارات موجود نہیں تاہم وزیر موصوف کے صدارتی خطبہ کے مد نظر اسلامی اقدار کو نظام تعلیم میں سمونے کی طرف پہلا قدم قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس کی کامیابی وناکامی کی ذمہ داری حکومت وقت پر ہوگی ہے۔ ۱۹۴۷ء کی تعلیمی کانفرنس کی دس کمیٹیوں نے جو سفارشات پیش کیں ان کو چوبیس قراردادوں کی شکل میں ترتیب دیا گیا۔ ان قراردادوں میں سے دو قرادادیں

(1) تعلیمی کانفرنس، ۱۹۴۷، ص: ۶

ایسی ہیں جن میں نظام تعلیم کو اسلامی نظریہ حیات سے ہم آہنگ کرنے کی سفارش کی گئی:

"Education should be based on the Islamic conception of universal brotherhood of man, social democracy and social justice."(1)

"(فیصلہ کیا گیا) کہ تعلیم، عالمگیر انسانی اخوت، سماجی جمہوریت اور سماجی انصاف کے اسلامی تصورات پر مبنی ہونی چاہیے"

"Religious instruction should be compulsory for Muslim students in schools and colleges. Similar facilities may be provided for other communities."(2)

"مسلمان طلباء کے لیے کالجز اور سکولز میں دینی تعلیم لازمی ہوگی اور اسی طرح دوسرے مذاہب کے طلبہ کو مذہبی تعلیم کے لیے ایسی ہی مراعات حاصل ہونگیں"

ان دونوں قراردادوں میں مسلم طلباء کے لیے ایسی تعلیم کا انتظام کرنے کا پروگرام بنایا گیا، جو اسلامی نظریہ حیات سے ہم آہنگ ہو۔ اور عمومی طور پر اسلامی اقدار کی ضمنی اقدار اور عدل وانصاف کی اہم اسلامی قدر کو اپنانے کے لیے تعلیم ہی کو ذریعہ تسلیم کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں اخوت، مساوات اور رواداری اسلامی معاشرتی اقدار کی حیثیت سے اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔ لیکن جامع انداز میں اسلامی اقدار کے احیاء کے لیے کوئی خاص نوعیت کا بندوبست کرنے کی تجویز نہیں دی گئی۔ جن اقدار کا ذکر کیا گیا ہے ان کی تربیت کیلیے بھی کسی ادارے اور نصاب تعلیم کی نشاندہی کرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔

۱۹۴۷ء کی تعلیمی کانفرنس پر تنقیدی جائزہ پیش کرتے ہوئے ڈاکٹر انجم رحمانی اس طرح لکھتے ہیں:

"اس کانفرنس میں یہ واضح ہو گیا کہ پاکستان کے نظام تعلیم کی بنیاد اسلامی نظریہ حیات پر ہو گی"(3)

2۔ تعلیمی پالیسی ۱۹۵۹ء

یہ تعلیمی پالیسی صدر پاکستان جنرل ایوب خان کے دور میں بنائی گئی۔ اس وقت کے سیکرٹری تعلیم، ایس۔ ایم شریف کو اس کا سربراہ مقرر کیا گیا۔ شریف کمیشن نے ۲۶، اگست ۱۹۵۹ء کو اپنی تعلیمی رپورٹ پیش کی۔ اس میں اسلامی اقدار کے حوالے سے مقاصد تعلیم کو اس انداز سے بیان کیا گیا ہے:

---

(1) Educational conference 1947,(Karachi: Ministry of interior, Education division,1947), 21

(2) Ibid

(3) رحمانی، انجم، ڈاکٹر، پاکستان میں تعلیم، ایک تحقیقی جائزہ، لاہور 2006، ص: ۱۴۹

11.

"The desire for a home land for Muslims in the sub-continent grew out of their wish to be in a position to govern themselves according to their own special set of values. In other words, our country arose from the striving to preserve the Islamic way of life. When we speak in this context of the Islamic way of life, we have in mind those values which emanate from the concept of a universe governed by the principles of truth, justice. The moral and spiritual values of Islam combined with the freedom, integrity, and strength of Pakistan should be the ideology which inspired our education system"(4)

"برصغیر میں مسلمانوں کے لیے الگ مادرِ وطن کی خواہش، ان (مسلمانوں) کی اس خواہش سے پیدا ہوئی کہ وہ اس حالت میں ہوں کہ وہ اپنے خصوصی اخلاقی اقدار کے مطابق اپنے آپ کو زندہ رکھیں۔ دوسرے لفظوں میں ہمارا ملک اس جدوجہد کا نتیجہ ہے جو جدوجہد زندگی کے اسلامی طور طریقوں کو محفوظ رکھنے کے لیے کی گئی۔ جب ہم زندگی کے اسلامی طور طریقوں کے ضمن میں بات کرتے ہیں تو ہمارے ذہن میں وہ اقدار ہوتی ہیں جو کائنات کے اس تصور سے پیدا ہوئی ہیں جو کائنات، صداقت، انصاف کے اصولوں کے تحت قائم و دائم ہے۔ اسلام کی اخلاقی اور روحانی اقدار بمعہ آزادی، دیانتداری اور استحکام پاکستان کا وہ نظریہ ہونا چاہیے جو ہمارے نظام تعلیم کو مضبوط کرے"

رپورٹ کے اس اقتباس کا مفہوم اسلامی اقدار کے حوالے سے اس طرح سمجھا جاسکتا ہے کہ پاکستان کی بنیاد اسلامی فلسفہ حیات پر ہے۔ تعلیم کا فرض ہے کہ وہ اسلامی نظریہ حیات کو نوجوانوں کے ذہنوں میں رائج کرے۔

پاکستان کی بقا کے لیے عدل وانصاف، تقویٰ و پرہیز گاری (پاکبازی)، اخوت، رواداری اور مساوات، یکجہتی جیسی اعلیٰ روحانی اور اخلاقی اقدار کو فروغ ہو۔ لیکن اگر پالیسی (کمیشن رپورٹ ۵۹) کے مقاصد کو بنظر غور دیکھا جائے تو اسلامی اقدار کے احیاء کے لیے کوئی خاص منصوبہ بندی نہیں کی گئی۔ اور جو کچھ اقدار کے احیاء کے حوالے سے مواد پیش کیا گیا، یا تجاویز دیں۔ وہ ایک اسلامی نظریاتی مملکت کے شہریوں کی تربیت کے لیے کافی نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وطن عزیز کے شہری آج تک اسلامی مستقل اقدار کے کماحقہ خوگر نہیں ہوسکے۔

۱۹۵۹ء کی تعلیمی رپورٹ کے بارے میں ڈاکٹر انجم رحمانی اس طرح لکھتے ہیں:

"رپورٹ میں مکمل اسلامی ضابطہ حیات کو تعلیمی نظام میں سمونے کے لیے کوئی کوشش نہ کی گئی مقاصد کے باب میں اسلام کی چند اخلاقی اقدار کو تعلیمی عمل کے ذریعے دوسری نسلوں تک منتقل کرنے کی سفارش کی گئی،۔۔ چند قرآنی آیات اور

احادیث کی تدریس کو اسلامی فلسفہ حیات کی تبلیغ واشاعت سمجھ لیا گیا"[1]

3۔ قومی تعلیمی پالیسی ۱۹۷۰

پاکستان میں تعلیمی ارتقاء جاری رہا اور ایک کے بعد دوسری تعلیمی پالیسی بنتی رہی اور وقت گزرتا رہا۔ انہی کوششوں کی ایک کڑی ۱۹۷۰ کی تعلیمی پالیسی ہے، دیکھتے ہیں کہ اس پالیسی میں اسلامی اقدار کے احیاء کے لیے کیا اقدام اٹھائے گئے؟

"پالیسی کے بنیادی اصول و نظریات" کے نکتہ ۱.۴ کے ذیلی حصہ (a) میں اسلامی اقدار کے تحفظ اور ترقی میں تعلیمی کردار کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

> "1.4 (a) The role of education in the preservation and inculcation of Islamic values as an instrument of national unity and progress."[2]

"قومی وحدت اور ترقی کے ذریعے کی حیثیت سے اسلامی اقدار کے تحفظ اور تخلیق میں تعلیم کا کردار"

اس پیرا میں اس بات کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ تعلیم کے ذریعے اسلامی اقدار اور روایات اور معاشرتی انصاف کی تبلیغ واشاعت کی جائے گی۔ اگرچہ یہ پالیسی بیان خوش آئند ہے لیکن اتنا کہہ دینے یا پالیسی مسودہ میں لکھ دینے سے اسلامی اقدار کے احیاء کا مقصد ہرگز پورا نہیں ہوتا۔ اسلامی اقدار کے لیے پالیسی میں بھرپور طریقے سے نصاب تعلیم کی اقدار کے پس منظر میں تدوین نو پر زور دینا ضروری تھا اور پھر نصاب تعلیم کی تدوین نو کے لیے مذکورہ پالیسی لانے کے بعد کوئی خاص کام قابل ذکر نہیں ہے۔ بلکہ یہ پالیسی مطلق نمو پانے سے قاصر رہی اور حکومت وقت چلتی بنی اور ایک نئی تعلیمی پالیسی کے مرتب کرنے کا دور آیا۔ جسے ۱۹۷۲ تا ۱۹۸۰ کی تعلیمی پالیسی کہا جاتا ہے۔

4۔ قومی تعلیمی پالیسی ۱۹۷۳ء

۱۹۷۱ء کے قومی سانحہ کے بعد پیپلز پارٹی کی حکومت بر سر اقتدار آئی۔ جس کے بانی ذوالفقار علی بھٹو تھے۔ اس حکومت نے زندگی کے ہر شعبے میں اصلاحات نافذ کیں۔ اس وقت کے وفاقی وزیر تعلیم عبدالحفیظ پیرزادہ کی سربراہی میں ایک کمیشن مقرر کیا گیا۔ اس کمیشن نے ابتدائی تعلیم سے لے کر جامعاتی تعلیم تک جائزہ لیکر دوماہ کے عرصہ میں مفصل تعلیمی لائحہ عمل پیش کر دیا۔

اس تعلیمی پالیسی کے ذریعے نظام تعلیم کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا اور تعلیمی اصلاحات نافذ کی گئیں، اسی وجہ سے یہ پالیسی ملک کی پہلی تعلیمی دستاویز تھی جسے منتخب جمہوری حکومت نے مرتب کرایا۔ اس پالیسی کو قومی

---

(1) پاکستان میں تعلیم، ایک تحقیقی جائزہ، ص:۹۰

(2) Government of Pakistan, the New education policy (Islamabad: Ministry of education and Science Research, Pakistan, 1970) 1

امنگوں کی ترجمان کہا جا سکتا ہے۔ اس کی سفارشات کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش بھی کی گئی مگر مکمل عمل نہ ہو سکا تاہم اسلامی اقدار کے تحفظ اور عملیت کے لیے پالیسی کے تعلیمی مقاصد سے مواد اخذ کیا جا سکتا ہے۔

بنیادی اور اولین مقصد جو بیان کیا گیا ہے وہ یہ ہے:

> "پاکستان کے بنیادی نظریے کا تحفظ، فروغ اور اس پر عمل کو یقینی بنانا۔ نیز اسے انفرادی و قومی زندگی کا لائحہ عمل بنانا"۔(1)

بنیادی نظریے سے مراد نظریہ پاکستان ہے جو اصل میں نظریہ اسلام کا دوسرا نام ہے، چونکہ برصغیر کے مسلمانوں کا علیحدہ وطن کا مطالبہ اس لیے تھا کہ وہ اپنے علیحدہ وطن میں آزادی کے ساتھ اسلامی تعلیمات (اسلامی اقدار) و ثقافت کے مطابق زندگی گزار سکیں۔ تاہم پالیسی میں واضح انداز میں اسلامی اقدار کے احیاء کے لیے کوئی خاص اقدام نظر نہیں آتے۔

5۔ قومی تعلیمی پالیسی ۱۹۷۹ء

یہ تعلیمی پالیسی جنرل ضیاء الحق کے دور میں ترتیب دی گئی اس میں ڈاکٹر ایم اے قاضی، جو کہ معتمد تعلیم تھے، اُنہوں نے اہم خدمات انجام دیں۔ یہ ایک ایسی تعلیمی پالیسی تھی جس میں پہلی مرتبہ بھرپور انداز سے اسلام کو نظام تعلیم کا بنیادی مقصد قرار دیا گیا۔ جس کے مطابق طلبہ میں روحانی و نظریاتی تشخص کا شعور پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ انصاف اور رواداری کے اصول و ضوابط کے تابع ان کے نقطہ نظر کو یکجا کرنے کی تجویز دی گئی۔

مذکورہ پالیسی کے باب نمبر ۱۵ "اسلامیات اور عربی" میں "Rationale" بنیادی حقیقت یا اصول) کے طور پر لکھا گیا ہے۔

> "Not only the people of this country derive inspiration from Islam but it is a part and parcel of their every day of life. National education policy is mainly concerned with the promotion of Islamic values among the individuals and the society"(2)
>
> "اس ملک کے لوگ اسلام سے نہ صرف جذبہ و ولولہ حاصل کرتے ہیں بلکہ یہ (اسلام) ان کی روزمرہ زندگی کا لازمی جزو ہے۔ قومی تعلیمی پالیسی کا بڑا مقصد افراد اور معاشرہ کے درمیان اسلامی اقدار کا فروغ ہے"۔

پاکستان کی اس تعلیمی پالیسی کے ذریعے افرادِ معاشرہ کو اسلامی اقدار کے ساتھ جوڑ کر احیاءِ اقدار کی

(1) پاکستان میں تعلیم، ص: ۱۶۷

(2) Govt. of Pakistan, National Education Policy and implementation Program(Islamabad: Ministry of Education, 1979),p.48

کوشش کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ تمام اقسام کی تعلیم میں دسویں جماعت تک اسلامیات کو بطور لازمی مضمون پڑھانا قرار دیا گیا اور اسی پالیسی میں B.A اور B.Sc کے نصاب میں اسلامیات اور مطالعہ پاکستان کو بطور ایک مضمون کے شامل کیا گیا۔

اس لحاظ سے مذکورہ پالیسی دیگر گذشتہ پالیسوں سے نسبتاً بہتر تھی۔ اس میں اسلام، دو قومی نظریہ، اسلامی ثقافت اور اسلامی تعلیمات کی ترویج کے لیے بہتر پروگرام کی تجاویز دی گئیں۔ افراد کی ہمہ پہلو نشوونما کرنے کے لیے اسلامی نظریہ حیات کو بطور(Main Stream) شاہراہ کے، عمل میں لانے اور مسلم قومیت کا شعور پیدا کرنے میں پالیسی کو بطور ایک ذریعہ کے استعمال میں لانے کا پروگرام مرتب کیا گیا اور پورے نظام تعلیم میں اسلامی روح کی کارفرمائی پر زور دیا گیا۔

6۔ قومی تعلیمی پالیسی ۱۹۹۲ء

یہ پالیسی نواز شریف کے دور میں بنائی گئی، اس پالیسی میں اسلامی اقدار کے احیاء کے حوالے سے بہت کم توجہ دی گئی۔

> According to policy statement:
> "The religious education will be so directed as to enable students to create high ethical and moral values encoded in the spirt of Islam preparing. Then at the same time as members of a healthy, forward looking and enlightened society. Curricula of teacher training programmers at all levels will include religious education designed to enhance their understanding of the world view of Islam"(1)

> ”مذہبی تعلیم اس طرح دی جائے گی کہ طلبہ کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ ان اعلیٰ اخلاقی اقدار کو اپنے اندر پیدا کر سکیں جو اقدار اسلام کی روح کے مطابق ہیں۔ مزید یہ کہ (یہ اقدار) بیک وقت ان کو ایک صحت مند، امید افزا اور روشن خیال معاشرہ کے افراد کے طور پر بھی تیار کر سکیں۔ تمام سطح پر اساتذہ کی تربیت کے پروگرامات کے نصابات میں مذہبی تعلیم اس انداز سے شامل کی جائے گی کہ وہ اسلام کی عالمی تناظر میں سوجھ بوجھ کو بڑھا سکیں“۔

پروفیسر نیاز عرفان لکھتے ہیں:

> ”۱۹۹۲ء کی تعلیمی پالیسی میں کہا گیا ہے کہ تعلیم کے ذریعے معاشرے میں اسلامی،

(1) Government of Pakistan, National Education policy,(Islamabad: Ministry of Education,1992),14

معاشرتی، سیاسی، معاشی اور اخلاقی اقدار کو فروغ دیا جائے گا۔ اور معاشرے کا ڈھانچہ اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالنے کے لیے افراد تیار کئے جائیں گے، اس میں جو پالیسی بیان شامل کیا گیا ہے اس میں کہا گیا ہے کہ تمام درسی کتب میں مذہبی مواد شامل کیا جائے گا اور اساتذہ کی تربیت میں ان کی تفہیم دین کا انتظام کیا جائے گا"۔(1)

مذکورہ بالا تبصرے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلامی اقدار کی ترویج واشاعت کا جامع انداز میں کوئی خاص بندوبست نہیں کیا گیا، جبکہ درسی کتب میں دین کی تفہیم کے انتظام والی بات بھی غیر واضح ہے۔ یہ واضح نہیں ہے کہ کورس کی تمام کتب کو اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ کیا جائے گا یا صرف اسلامیات کی کتاب میں کچھ اقدار کا مواد سمو دیا جائے گا۔

پروفیسر ڈاکٹر انجم رحمانی، پالیسی کے مندرجات کا جائزہ پیش کرتے ہوئے اسلامی اقدار کے فروغ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"تعلیم کے ذریعے معاشرے میں اسلامی، معاشرتی، سیاسی اور اخلاقی اقدار اور روایات کو فروغ دیا جائے گا۔ تعلیم کے ذریعے ایسے افراد تیار کئے جائیں گے جو معاشرے کا ڈھانچہ، اسلامی تعلیمات کے مطابق استوار کر سکیں"(2)

غرض کہ ۱۹۹۲ء کی تعلیمی پالیسی میں اسلامی اقدار کے احیاء کے لیے کوئی ٹھوس تجویز نہیں دی گئی۔ جس انداز سے اسلامی، اخلاقی اقدار کا ذکر ہے، لیکن اس کی وضاحت موجود نہیں ہے کہ کس طرح احیاء اقدار کا پروگرام مرتب کیا جائے گا۔

7۔ قومی تعلیمی پالیسی ۱۹۹۸ء

یہ تعلیمی پالیسی مسلم لیگ کے دور حکومت میں مرتب کی گئی۔ اُس وقت کے وزیر اعظم محمد نواز شریف نے اس تعلیمی پالیسی کے لئے ذاتی طور پر دلچسپی لی اور ماہرین تعلیم، اساتذہ اور صاحب بصیرت احباب سے مشورہ کیا اور خود ٹیلی ویژن پر لوگوں کی آراء سنیں۔ ۴۰۲۵ + ۴۷۷ تجاویز موصول ہوئیں جن کو کابینہ کے اجلاس میں پیش کر کے بحث کی گئی اُس وقت سید غوث علی شاہ وفاقی وزیر تعلیم تھے۔ مارچ ۱۹۹۸ء میں اس پالیسی دستاویز کا نوٹیفکیش جاری ہوا۔ اس پالیسی میں اسلامی تعلیمات کی تبلیغ و اشاعت کا ذکر کرتے ہوئے قرآنی اصولوں اور اسلامی تعلیمات کو نصاب تعلیم کا ضروری جز بنانے کی تجویز دی گئی۔ تاکہ قرآن کا پیغام تعلیم و تربیت کے عمل میں جذب ہو سکے اور

---

(1) قومی تعلیمی پالیسی ۱۹۹۲۔ ۲۰۰۲ء: ایک جائزہ، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد، ۱۹۹۴ء، ص: ۵۴

(2) رحمانی، انجم، ڈاکٹر، پاکستان میں تعلیم (ایک جائزہ)، پاکستان رائٹرز کوآپریٹو سوسائٹی، لاہور، ۲۰۰۶ء، ص: ۱۹۱

تعلیم وتربیت کے ذریعے افراد معاشرہ کو حقیقی اور عملی طور پر سچا مسلمان بنایا جاسکے۔

پالیسی کے باب نمبر ۳ میں ۳.۳.۹ نمبر پر اسلامی تعلیمات اور اقدار کے حوالہ سے ذکر کیا گیا ہے۔

> "Curricula and textbooks of all the subjects shall be revised so as to exclude and expunge the material repugnant to Islamic teachings and values, and include sufficient material on Qur'an and Islamic teachings, information of history, heroes, moral values etc. relevant to the subject and level of education Concerned."(1)

> ”تمام مضامین کے نصابات اور کتب پر نظر ثانی کی جائے گی تاکہ اسلامی تعلیمات اور اقدار کے منافی مواد کو خارج کیا اور مٹایا جاسکے۔ اور قرآن اور اسلامی تعلیمات، معلومات، تاریخ، مشاہیر اور اخلاقی اقدار وغیرہ کے متعلق مضمون اور تعلیم کی متعلقہ سطح سے مطابقت رکھنے والا مواد کافی مقدار میں شامل کیا جاسکے“۔

مذکورہ پالیسی میں اسلامی واخلاقی اقدار کے منافی مواد کو نصابی کتب سے خارج کرنے اور کتب پر نظر ثانی کرکے اخلاقی اقدار کے متعلق مواد کو نصاب میں سمونے کی تجویز دی گئی۔ لیکن یہ وضاحت موجود نہیں ہے کہ اسلام کی کن اقدار کو شامل نصاب کیا جائے گا، کیا عدل وانصاف، حلال وحرام، حیاء وبے حیائی، طہارت وپاکبازی اور عفوودرگزر کو سمویا جائے گا یا ان کی ضمنی اقدار، مساوات، اخوت، ایفائے عہد، امانت ودیانت کو سمویا جائے گا بہر حال ایک ہلکی سی کوشش کی گئی۔ لیکن اس پالیسی پر عمل ہونے سے قبل حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا اور فوجی حکومت نے ایک نئی پالیسی کے حوالے سے اقدامات کا آغاز کردیا۔

8۔ تعلیمی اصلاحات ۲۰۰۶ء

۱۹۹۹ء تا ۲۰۰۶ء تک کی اصلاحات میں اسلامی اقدار کے احیاء کے لیے بدقسمتی سے کچھ بھی نہیں کیا گیا۔ روشن خیالی کے نظریے کو فروغ دیا جانے لگا اور ایم۔ اے سے نیچے درجے کی کلاسوں میں کوایجوکیشن Co-Education کو سلسلہ وار نافذ کرنے کا پروگرام مرتب کردیا گیا۔ روشن خیالی کے اس نظریے کے مطابق حیاء، عفت وپاکبازی جیسی اسلام کی اہم اور مستقل اقدار کو روند دیا گیا۔ اس طرح بے حیائی وبدکرداری کی داغ بیل ڈالنے کی کوشش کا آغاز ہوا۔ جبکہ اسلام ایسے طرز تعلیم کو کسی صورت قبول کرنے کو تیار نہیں ہے اور نہ ہی اس طرز تعلیم سے ایک غیرت مند قوم کے اعصاب مضبوط ہوسکتے ہیں۔

---

(1) Government of Pakistan, National Education Policy,(Islamabad: Ministry of Education, 1998-2010),12

9۔ قومی تعلیمی پالیسی و اسکیم آف اسٹڈیز ۲۰۰۶ء

حکومت پاکستان نے جون ۲۰۰۶ء کو اس پالیسی و سکیم آف اسٹڈیز کی منظوری دی۔ جس کو ۲۰۰۷ء سے نافذ کیا گیا۔ سکیم آف سٹڈی کے مطابق تعلیم کے چار نصابی مقصد مقرر کئے گے۔

ا۔ افلا تعلمون	کیا تم سیکھتے نہیں؟
۲۔ افلا تفکرون	کیا تم غور نہیں کرتے؟
۳۔ افلا تعقلون	کیا تم عقل سے سوچتے نہیں؟
۴۔ افلا تعملون	کیا تم عمل نہیں کرتے؟

اس کے علاوہ انگریزی کو جماعت اول سے لازمی قرار دیا گیا، اسلامیات کی تعلیم کو چوتھی جماعت کی بجائے تیسری جماعت سے لازمی کیا گیا۔F.A کی سطح پر اسلامیات اختیاری کا مضمون اسکیم آف سٹڈی کا حصہ ہو گا۔ مطالعہ پاکستان کا لازمی مضمون انٹر میڈیٹ کی سطح پر سکیم آف اسٹڈیز سے خارج کر دیا گیا۔ عربی زبان کی تدریس جو چھٹی جماعت سے لازمی تھی اس کو اختیاری حیثیت دے دی گئی۔ اسلامی اقدار کے احیاء کے لیے کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا اور نہ ہی اس کی ضرورت کو محسوس کیا گیا ہے۔

10۔ قومی تعلیمی پالیسی ۲۰۰۹ء

یہ تعلیمی پالیسی زرداری حکومت نے مرتب کی ہے اس میں اسلامی اقدار کے احیاء کے سلسلہ میں واضح طور پر ترغیبات متعین نہیں کی گئیں تاہم معاشرتی ضروریات کے مدِ نظر مسلم معاشرہ کی حیثیت سے سماجی، روحانی اور سیاسی ضروریات کا از سر نو جائزہ لے کر مرتب کرنے کا عندیہ دیا گیا۔

اسلامیات اور اسلامی تعلیمات کی ترویج و اشاعت کی وضاحت پالیسی ڈرافٹ کے باب نمبر ۴ میں اسلامک ایجوکیشن "Islamic Education" کے عنوان کے تحت کی گئی ہے۔ مذکورہ پالیسی میں پالیسی ایکشنز (Policy Actions) کے ضمن میں لکھا ہے:

> "The objectives of teaching of Islamyat shall be to ensure that all Muslim children are provided opportunities to learn and apply the fundamental principles of Islam in their lives, with the purpose of reformation and development of society on the principles of the Qur'an and Sunnah".(1)

"اسلامیات کی تدریس کے مقاصد کو مسلمان بچوں کے لیے لازمی بنایا جائے گا، اور ان کو مواقع

---

(1) Government of Pakistan National education policy (Islamabad: Ministry of education Islamabad,2009),24

فراہم کئے جائیں گے کہ وہ اسلام کے بنیادی اصولوں کو اپنی زندگی میں لاگو کریں اور معاشرہ کی اصلاح اور ترقی کے لیے قرآن و سنت سے راہنمائی لی جائے"۔

اگرچہ اسلامی اقدار کو واضح انداز میں بیان نہیں کیا گیا تاہم قرآن و سنت کے اصول و ضوابط کے تحت معاشرتی زندگی گزارنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ قرآن و سنت کی تعلیمات اسلامی اقدار کے بنیادی ماٰخذ و مصادر ہیں۔ اس لیے اگر اسلامی اقدار کے احیاء کے لیے قرآنی تعلیمات کو مدنظر رکھا جائے اور قرآن پاک و سنت خیر الانام کو نظام تعلیم کا بنیادی ماٰخذ قرار دے کر افراد اور معاشرہ کی رہنمائی کی جائے تو اسلامی اقدار کے احیاء میں بہت حد تک مدد مل سکتی ہے۔ لیکن یہ اسی صورت ممکن ہے کہ نظام تعلیم اور نصاب تعلیم کو قرآن و سنت کی تعلیمات کے تابع از سر نو مرتب کیا جائے۔

تعلیمی پالیسی ۲۰۰۹ء میں نظام تعلیم کو از سر نو منظم و مرتب کرنے کے لیے یہ الفاظ استعمال کیے گئے ہیں:

"افراد معاشرہ کی سماجی، سیاسی اور روحانی ضروریات کے مطابق تعلیم کے نظام کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا، تازہ قوت بخشی جائے گی۔"(1)

11۔ قومی تعلیمی پالیسی ۲۰۱۵

اس پالیسی میں پرائمری تعلیم کے حوالے سے بچوں میں اخلاقی اقدار اور تعلیم کے ذریعے تعمیر سیرت پر زور دیا گیا ہے۔

"Provision of proper moral values and education for children i.e. character building strong moral and so on. (17.a)."

پاکستان کی تعلیمی پالیسیوں میں اسلامی اقدار کے احیاء اور اسلامی تعلیمات و نظریات کے فروغ کے لیے اگرچہ خاطر خواہ اقدام نہیں اٹھائے گئے تاہم اسلامی اقدار کے احیاء کے امکانات موجود ہیں۔

چونکہ پاکستان غلبہ حق اور اسلامی تہذیب و ثقافت کے احیاء (اسلامی اقدار کے احیاء) کے لیے حاصل کیا گیا تھا۔ اس لیے اسلامی اقدار کے احیاء کے امکانات کو کیسے نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔

12۔ نظام تعلیم میں اسلامی اقدار سمونے کے اقدامات کی ترغیب

قیام پاکستان سے قبل اور قیام پاکستان کے بعد ایسے افراد کی کمی نہیں ہے جو ان کمزور حکومتی اقدامات کی وجہ سے مقدس وطن میں مکمل دین کے نفاذ اور معاشرے میں اسلامی تعلیمات و اقدار کے نفاذ کے خواہش مند تھے اور ہیں۔ تاہم اسلامی اقدار کے احیاء میں خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی۔ کیونکہ پاکستانی عوام کے دلوں میں اسلام سے محبت

---

(1) Government of Pakistan National education policy (Islamabad: Ministry of education Islamabad,2009), 24

موجود ہے۔جب کبھی بھی پاکستان کی تاریخ میں ایسا وقت آیا کہ پاکستان کے دفاع کی ضرورت محسوس ہوئی یا پاکستان میں بسنے والے شہریوں کے ایمان کے تحفظ کی ضرورت محسوس ہوئی تو تمام پاکستانی قوم اپنے ایمان اور وطن پر مرمٹنے کے لیے متحد اور مضبوط چٹان کی طرح نظر آئی یہاں تک کہ انہوں نے ہر قسم کی قربانی سے کبھی بھی دریغ نہیں کیا۔

علامہ محمد اسد کہتے ہیں کہ:

”عامۃ المسلمین جبلی طور پر پاکستان کی اسلامی روح کا احساس رکھتے ہیں اور دل و جان سے چاہتے ہیں کہ ”لا الہ الا اللہ“ پاکستانی قوم کی تعمیر و ترقی کے لئے نقطہ آغاز بن جائے“ (1)

علامہ محمد اسد کے خیال میں دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد عام مسلمانوں میں فطرتی طور پر اسلام کے ساتھ محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسلام کے ساتھ اسی فطری لگاؤ کے نتیجہ میں برصغیر کے مسلمانوں میں عموماً اور پاکستان کی جغرافیائی حدود کے اندر رہنے والوں میں خصوصاً یہ جذبات موجزن ہیں کہ پاکستان میں بسنے والے تمام شہریوں کی تعمیر و ترقی اور فلاح و بہبود اسلام کے بنیادی اصولوں اور اسلامی و اخلاقی اقدار کے تابع ہو۔ اور پاکستان کے مسلمان پاکستان بنانے کے تقاضوں کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔

ان ہی خیالات کا اظہار بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کے فرمودات سے ہوتا ہے۔

قائداعظم نے ستمبر ۱۹۴۵ء کو مسلمان قوم کو عید کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

”قرآن مسلمانوں کے لیے مجموعی ضابطہ ہے۔ مذہبی، معاشرتی، دیوانی، تجارتی، عسکری، عدالتی، فوجداری، تعزیری ضابطہ، یہ مذہبی عبادات سے لیکر روزمرہ زندگی کی رسومات تک، روح کی نجات سے لے کر جسمانی صحت تک انفرادی فرائض سے لے کر اجتماعی حقوق تک، اخلاقیات سے لے کر جرائم تک۔۔۔ اسلام محض روحانی نظریات وعقائد یا رسومات و تقریبات تک محدود نہیں ہے یہ ایک مکمل ضابطہ ہے جو پورے مسلم معاشرے اور زندگی کے ہر شعبہ میں انفرادی اور اجتماعی ہدایات بہم پہنچاتا ہے“ (2)

(1) National education policy, Islamabad: Ministry of education, 2015),10

(2) علامہ محمد اسد، ہم نے پاکستان کیوں بنایا؟، ص: ۳۵ علامہ محمد اسد بین الاقوامی شہرت یافتہ مسلم دانشور اور مفکر ہیں۔ آپ ۱۹۰۰ء میں آسٹریا میں یہودی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۶ء میں اسلام قبول کیا۔ ۱۹۳۰ء میں ہندوستان آئے۔ قیام پاکستان کے بعد "اسلامی تعلیمات بورڈ" کے رکن رہے۔ اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل مندوب بھی رہے۔(مقدمہ، ہم نے پاکستان کیوں بنایا The Road to Makkah اور Islam at the Cross Road اُن کی مشہور کتابیں ہیں)۔

13۔ مسلم لیگ لیجسلیٹر کنونشن ۱۹۴۶ء

۹ اپریل ۱۹۴۶ء کو مسلم لیگ لیجسلیٹرز کنونشن نے جو متفقہ قرارداد پاس کی اس کا آغاز اس طرح سے ہوتا ہے۔ سید شریف الدین پیرزادہ لکھتے ہیں:

> "وسیع برصغیر ہند کے 10 کروڑ مسلمان ایک ایسے دین (Faith) کے پیروکار ہیں جو محض روحانی عقائد و نظریات یا رسومات و تقریبات تک محدود نہیں ہے بلکہ تعلیمی، معاشرتی، معاشی اور سیاسی ہر شعبہ حیات میں ان کی راہنمائی کرتا ہے"[(1)]

مسلم لیگ کی مذکورہ قرارداد بھی مسلمانوں کی راہنمائی۔ اسلامی تعلیمات (اسلامی اقدار) کے پس منظر میں کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ خصوصاً معاشرتی، معاشی اور سیاسی شعبہ جات میں دین کی تعلیمات پر زور دیا گیا ہے۔ گویا کہ ہمارا نظام تعلیم دین کے تابع ہونا قرار دیا گیا ہے اور اس تعلیمی نظام کے ذریعے ہی دیگر شعبہ جات میں دینی، اقداری اصلاحات کی جاسکتی ہیں۔

14۔ مسلم لیگ کا اجلاس ۱۹۴۳ء

نواب بہادر یار جنگ نے ۲۶ دسمبر ۱۹۴۳ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کے ۳۱ویں اجلاس منعقدہ کراچی میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا تھا۔

اس پلاننگ کمیٹی کا مقصد یہ ہے کہ:

"پاکستان کے لیے خالص اسلامی نقطہ نظر سے معاشرتی، تعلیمی، معاشی اور سیاسی نظام مرتب کرے۔ دُنیا جانتی ہے کہ دنیا کا کوئی انقلاب عملی صورت نہیں اختیار کر سکتا، جب تک پہلے ذہنی حیثیت سے مکمل نہ ہو جائے۔ ذہنی انقلاب لانے کا مستقل اور بنیادی ذریعہ صحیح اور مؤثر تعلیمی نظام کی ترویج ہے۔ ضرورت ہے کہ مستقبل کے لائحہ عمل میں سب سے پہلا درجہ تعلیمی نظام کو دیا جائے ایسا تعلیمی نظام جس کی بنیاد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہو"[(2)]

نواب بہادر یار جنگ کی پیش کردہ پلاننگ کمیٹی کے مقاصد کو نظر غور سے دیکھا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اکابرین پاکستان، پاکستان کے نظام تعلیم کے اسلامی تشخص کی بحالی کے خواب دیکھ رہے تھے۔ جن کی تکمیل ابھی باقی ہے۔ نواب صاحب کے خیال میں جب نظام تعلیم کو خالص اسلامی نظریاتی بنیادوں پر استوار کیا جائے تو فکری انقلاب لایا جاسکتا ہے۔ ان کے خیال میں قرآن و سنت کے تابع تعلیمی پالیسی کی تشکیل کے ذریعے

---

(1) Ahmad, Jamilud-din (ed), Some recent Speeches and writing of Mr. Jinnah,(Lahore: Shaikh Muhammad Ashraf,1947), 299-302

(2) Pirzada, Sharifuddin, Syed (ed) Foundation of Pakistan,(Karachi: National publishing house, 1970),81-88

نظام تعلیم منظم کرنا ہی اسلامی انقلاب کے لیے از حد ضروری ہے۔ اس بات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ انقلاب کا تعلق بلاواسطہ معاشرہ سے ہوتا ہے۔ اور معاشرہ کو جب تک اسلامی اقدار کے احیاء کے لیے فکری طور پر تیار نہ کیا جائے گا انقلاب ممکن نہ ہو گا۔ بہر حال ہمارے اکابرین کے فرمودات اور نظریات کی روشنی میں نظام تعلیم کو امکان بھر اسلامی رنگ میں ڈھالنے کے اقدامات کرنا ہونگے۔

آئین پاکستان کے ابتدائیہ (تمہید) کے پیرا نمبر ۳ میں بھی یہ بات موجود ہے کہ مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو اسلامی تعلیمات کے تقاضوں کے مطابق ڈھالا جائے گا۔

آئین کے آرٹیکل نمبر (ا) میں مملکت کا نام "اسلامی جمہوریہ پاکستان" رکھا گیا ہے۔ اس طرح پاکستان اپنے کردار کے حوالے سے پہلے اسلامی ہے اور پھر جمہوری ہے۔ سیکولر جمہوریہ سے سراسر مختلف ہے اگر پاکستان کے نام پر غور کیا جائے تو یہ نام اس بات کا متقاضی ہے کہ پاکستان کے تمام نظام ہائے کو اسلامی اصول وضوابط اور اسلامی اقدار کے احیاء کے پس منظر میں مرتب کیا جائے۔ لیکن اس میں جو کلیدی کردار ہے وہ پاکستان کا نظام تعلیم ہی ادا کر سکتا ہے۔ کیونکہ تمام شعبہ جات میں مصروف عمل افرادی قوت اسی نظام سے ہوتی ہوئی دیگر شعبہ جات میں خدمات انجام دیتی ہے۔ اس لیے اسلامی اقدار کے احیاء کا ظہور بھی اسی نظام کے ذریعے ہو سکتا ہے کہ "اسلامی جمہوریہ پاکستان" از خود انھی اقدارِ اسلامی کے احیاء کا تقاضا کرتا ہے۔ گویا اسلامی اقدار کے احیاء کے اقدامات کے ذریعے ہی ہم اپنی نئی نسل کی اخلاقی تربیت انجام دے سکتے ہیں۔

آئین کے آرٹیکل نمبر ۲ میں ایک فرد کی طرح مملکت کے عقیدہ، مذہب کا اعلان کیا گیا ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ "اسلام پاکستان کا سرکاری مذہب ہو گا" اگر پاکستان کا مذہب اسلام قرار دیا گیا ہے تو گویا تمام قوانین و آئین اور ادارہ جاتی امور کو اسلامی تعلیمات کے تابع ہی اقدامات کرنا ضروری ہے۔

اگر آئین کی اس شق کے مطابق اقدامات کئے جائیں تو اسلامی اقدار کے احیاء کے امکانات موجود ہیں کیونکہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جہاں دیگر شعبہ جات کو مرتب و منظم کیا جائے گا وہاں پاکستان کا نظام تعلیم بھی اس امر کا متقاضی ہے۔

آئین پاکستان کی ذیلی دفعہ نمبر ۲ میں مملکت کو حسب ذیل اقدامات کا پابند بنایا گیا ہے۔

(الف) قرآن پاک اور اسلامیات کی تعلیم کو لازمی قرار دینا، عربی زبان سیکھنے کی حوصلہ افزائی کرنا اور اس کے لیے سہولتیں بہم پہنچانا اور قرآن پاک کی صحیح اور من وعن طباعت واشاعت کا انتظام کرنا۔

(ب) اتحاد اور اسلامی اخلاقی معیارات کی پابندی کو فروغ دینا۔

(ج) زکوۃ، عشر، اوقاف اور مساجد کی باقاعدہ تنظیم کا اہتمام کرنا۔

اگر مذکورہ دفعہ نمبر ۲ کو کماحقہ فعال بنانے کے اقدامات کئے جائیں تو اسلامی اقدار کے احیاء کے ثمرات عوام الناس تک پہنچ سکتے ہیں اور ان کی معاشرتی زندگی میں اسلامی فکر کا رنگ غالب آسکتا ہے۔

قرار اداد مقاصد:

قرار اداد مقاصد کو مد نظر رکھتے ہوئے پاکستان کی پارلیمنٹ ، ۱۹۹۱ء میں شریعت بل کو متفقہ طور پر منظور کر چکی ہے اور صدر مملکت کے دستخطوں کے بعد قانونی حیثیت سے موجود ہے۔

قانونی طور پر اس کے مطابق تعلیم کے ضمن میں ریاست کی یہ ذمہ داری ہوگی کہ وہ ایسے اقدام کرے کہ ذرائع ابلاغ سے اسلامی اقدار کو فروغ ملے اور ریاست ایسے اقدامات اٹھائے کہ اس امر کو یقینی بنایا جاسکے کہ پاکستان کا نظام تعلیم و تدریس اسلامی اقدار کی ترویج کا پابند ہو۔ اگر ریاست ایسا کرنے میں کامیاب ہوتی ہے تو اسلامی اقدار کی معاشرتی زندگی میں اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ ۱۹۹۱ء کے شریعت بل میں تعلیم کی اسلامی تشکیل کے لیے کمیشن کے قیام اور سفارشات کا ذکر موجود ہے اس کی مختلف شقوں کا خلاصہ یہ ہے۔

(الف) تعلیم کی اسلامی تشکیل اور اسلامی اقدار کے فروغ (احیاء) کے لئے ذرائع ابلاغ کا جائزہ لینا اور اس بارے میں سفارشات مرتب کرنا۔

(ب) تعلیم اور ذرائع ابلاغ کو اسلام کے مطابق ڈھالنے کے عمل کی نگرانی کرنا اور عدم تعمیل کے معاملات وفاقی حکومت کے علم میں لانا۔

(ج) کمیشن کی سفارشات پر مشتمل ایک جامع رپورٹ اس کے تقرر کی تاریخ سے ایک سال کی مدت کے اندر وفاقی حکومت کو پیش کرنا۔

اگر ان شقوں اور کمیشن کی سفارشات پر عمل کیا جائے تو زندگی کے ہر شعبہ میں اسلامی اقدار کے احیاء کے امکانات روشن ہونے کے ساتھ مملکت خداداد کے تمام شعبہ جات کو اسلامی تعلیمات کے سانچے میں ڈھالا جا سکتا ہے۔ تعلیم کے شعبہ میں دین و دنیا کی تفریق کو ختم کیا جا سکتا ہے، جس سے طبقاتی نظام تعلیم کا خاتمہ بھی ممکن ہے۔

پاکستان کے عوام کی معاشرتی زندگی میں رویوں کو بڑا عمل دخل ہے کیونکہ یہ ایک نظریاتی قوم ہے۔ اس لیے ہمیں ایسی ہی تعلیم و تربیت کی ضرورت ہے جس کے ذریعے ہم نظریاتی، مسلم قوم کا تشخص بر قرار اور بحال رکھنے میں کردار ادا کر سکیں۔ اس تربیت کے لیے اسلامی تعلیمات کے مؤثر کردار کی اس وقت اہم ضرورت ہے جو پاکستان کے نظام تعلیم کے ذریعے ہی فراہم ہو سکتا ہے ۔

15۔ عبادات

پالیسی کا ایک اہم اور بنیادی نکتہ یہ ہے کہ قرآنی تعلیمات ہی اسلامی نظریاتی مملکت کے نظام تعلیم کی بنیاد

ہوتی ہیں۔ جس میں عبادات کو مرکزی کردار حاصل ہے عبادات، نماز، روزہ، حج، زکوۃ، صدقات کی ادائیگی ہمیں اسلامی اقدار کے احیاء کی ترغیب دیتی ہے۔ فکری وحدت اور مساوات کے احیاء میں کردار ادا کرتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ نماز کی باجماعت ادائیگی کا مقصد انسان کا تزکیہ نفس طہارت و پاکیزگی کی ترغیب اور بے حیائی و برائی سے رُکنے کا ذریعہ ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے:

﴿إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾[1]

"بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے"

گویا نماز کی ادائیگی سے انسان اسلامی اقدار کے احیاء کے لیے کردار ادا کرتا ہے اور جس معاشرے میں نماز کی ادائیگی کا خاص اہتمام کیا جاتا ہو، وہاں اسلامی اقدار کے احیاء کے اقدامات کی کارفرمائی نظر آتی ہے۔ اسی طرح روزہ کا کردار ہے۔ روزہ رکھنے سے پرہیز گاری پیدا ہوتی ہے۔ انسان میں صبر و استقلال کی صفت پیدا ہوتی ہے۔ اور بہت سے اخلاق رذیلہ سے بچنے کا ذریعہ روزہ ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے روزہ کی فرضیت کی حکمت بیان فرمائی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾[2]

"مومنو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیز گار بنو"۔

درج بالا آیۃ کریمہ سے جہاں روزے کا فرض ہونا ثابت ہوتا ہے وہاں اس کو فرض کرنے کی حکمت بھی معلوم ہوتی ہے اور وہ ہے تقویٰ کا حصول، تقویٰ کا مفہوم پرہیز گاری ہے، تقویٰ دل کی اس کیفیت کا نام ہے جو انسان کو برائیوں سے روکتی ہے اور نیکیوں کی طرف دھیان دلواتی ہے انسان جب مہینہ بھر کھانے، پینے اور نفسانی خواہشات کو قابو میں رکھتا ہے اور دیگر اخلاقی برائیوں (جھوٹ، بے حیائی، بدی، فحش گوئی، ظلم و زیادتی) سے بچتے ہوئے کثیر وقت نیک کاموں اور ذکر اللہ میں گزارتا ہے تو اس کی طبعیت میں نیکی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور برائی و بدی سے دور رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری معاشرتی زندگی میں اس عبادت کے لیے کافی حد تک اقدامات کئے جاتے ہیں۔

زکوۃ کے لغوی معنی پاک کرنے کے ہیں۔ انسان جب زکوۃ ادا کرتا ہے تو وہاں اس عمل کے ذریعے اپنے

---

(۱) العنکبوت:۴۵

(۱) البقرہ:۱۸۳

نفس کو بھی پاک کرتا ہے، گویا نفس کی طہارت کا تعلق ایک لحاظ سے زکوٰۃ سے بھی ہے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی سے صاحب ثروت طبقہ اخلاقی امراض و برائیوں سے بچ جاتا ہے۔ چونکہ مال و دولت کی فراوانی سے اس بات کا خطرہ بڑھ جاتا ہے کہ انسان نفس امارہ کے تابع ہو جائے اور بہت سی اخلاقی بیماریاں یا اخلاق رذیلہ میں گھر جائے۔ لیکن جب انسان اپنی دولت سے زکوٰۃ ادا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اخلاق حسنہ کی توفیق دے گا اور بدی و برائی سے بچائے گا۔ اور دیگر بہت سی اخلاقی اقدار کی نمو میں کردار ادا کرنے کے قابل ہو گا۔ اسلامی عبادت میں حج کا بھی بڑا اہم مقام ہے۔ یہ بڑی جامع عبادت ہے۔ حج کا حکم اللہ تعالیٰ نے سورۃ آل عمران میں دیا ہے۔

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ﴾[1]

”اور لوگوں پر خدا کا حق (یعنی فرض) ہے کہ جو اس گھر تک جانے کا مقدور رکھے وہ اس کا حج کرے“۔

حج کا سب سے بڑا فائدہ گناہوں کی بخشش ہے۔ حج سے انسان میں نفسانی خواہشات اور اخلاقی برائیوں سے بچنے کی کیفیت پیدا ہوتی ہے گویا کہ اسلامی اقدار کا احیاء ہوتا ہے اور اخلاق رذیلہ سے اجتناب کی ترغیب ملتی ہے۔ ہماری ریاست اس عبادت کی ادائیگی کیلئے باقاعدہ ایک نظام کے ذریعے اقدامات انجام دیتی ہے۔

حج اپنے اندر ہر مرحلہ پر اخلاقی و روحانی تربیت کا سامان کرتا ہے جب حج کرنے والے واپس لوٹتے ہیں تو اپنے ساتھ ایمان، تقویٰ اور پاکیزگی و طہارت کی دولت لے کر لوٹتے ہیں۔ یہ چیز ان کے ماحول کی پاکیزگی و طہارت کا سبب بنتی ہے، جس سے عفت و پاکبازی، عفوودرگزر، عدل وانصاف اور صدق و سچائی جیسی صفات پیدا ہونے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ گویا اسلام میں عبادات کا نظام اسلامی اقدار کے احیاء میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان کے نظام تعلیم کو اس طرح مرتب و منظم کیا جائے کہ افراد معاشرہ ہر حال میں تعلیم کے حصول کے بعد اسلامی اقدار کے احیاء کے خوگر بن جائیں۔ بہر حال اسلامی عبادات کی ادائیگی سے اسلامی اقدار کے احیاء کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔

16۔ سیرت طیبہ

عبادات کے بعد سیرت طیبہ کا ذکر ہے۔ سیرت طیبہ تو اسلامی اقدار کے احیاء کا دوسرا نام ہے۔ آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ میں ہر جگہ اسلامی اقدار کا احیاء نظر آتا ہے۔ پاکستانی معاشرے میں اگر ہم اسلامی اقدار کا احیاء چاہتے ہیں تو نصاب تعلیم میں آنحضرت ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو کمال انداز میں نصاب کا حصہ بنانے کے اقدامات کی از حد ضرورت ہے۔

---

(1) آل عمران: ۹۷

اس کے علاوہ معاملات ہیں یعنی دوسروں کے ساتھ لین دین، تعلقات اور اچھے رویے اپنانا اور بندوں کے حقوق کو قرآن و سنت کی روشنی میں ادا کرنا۔ حقیقت میں دیکھا جائے تو اسلام کی مستقل اقدار (عدل و انصاف، عفوودرگز، صدق، طہارت و پاکبازی، صبر و استقلال وغیرہ) کا تعلق انسان کی زندگی سے متعلق ہے۔اس لیے ضروری ہے کہ انسان کی معاشرتی زندگی کو ان اقدار سے مزین کیا جائے اور یہ تب ہی ممکن ہے جب ریاست نظام تعلیم اور نصاب تعلیم میں ان امور کو سمونے کے اقدامات اٹھائے۔پاکستان جیسے نظریاتی ملک کے نظام تعلیم کی اولین ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے تمام پروگرام کو اسلامی اقدار سے روشناس کرائے۔

تعلیمی پالیسی ۲۰۰۹ میں پالیسی ایکشن کی شق نمبر ۱۱ میں یہ کہا گیا ہے کہ علوم اسلامیہ کے شعبہ جات کے تعاون کے ذریعے اسلامیات کے نصاب کو بہتر بنانے کے لیے تحقیقی عمل کا آغاز کیا جائے گا اور نصاب کو معاشرے کی ضروریات کے مطابق بنایا جائے گا یہ ایک مستحسن قدم ہے۔

اسلامی تعلیمات کی تحقیقات اور ترویج واشاعت کے لیے پالیسی ڈرافٹ میں کہا گیا ہے:

"The institutes of educational research in universities in collaboration with departments of Islamic studies shall research on Islamiyat curriculum and recommend strategies for making it more relevant to the needs of the ever changing Society"(1)

"یونیورسٹیز میں تعلیمی تحقیق کے ادارے، علوم اسلامیہ کے شعبوں کے تعاون سے اسلامیات کے نصاب پر تحقیق شروع کریں گے اور حکمت ہائے کی سفارش کریں گے تاکہ ایسے (نصاب کو) تغیر پذیر معاشرے کی ضروریات کے مطابق بنایا جاسکے"۔

اسلامیات کے نصاب پر تحقیق شروع کرنا اور اس نصاب کو عصری معاشرے کے تقاضوں کے مطابق مرتب کرنا۔ اگر نصاب تعلیم کو اس سوچ کے مطابق مرتب کیا جائے گا تو یہ اسلامی اقدار کے احیاء میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔

17۔ معلمین کا کردار:

تعلیم و تربیت معاشرہ کے لیے کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر معلمین اسلامیات اور عربی کے اچھے فاضل مدرس ہونگے تو معاشرہ کی تعلیم و تربیت بھی اچھے انداز سے کر سکیں گے۔ عربی اور اسلامیات کے اساتذہ کا ذکر ۲۰۰۹ کی تعلیمی پالیسی میں اس طرح کیا گیا ہے:

"Well qualified teachers shall be appointed for teaching of Islamiyat and Arabic and Training

(1) National Education Policy 2009,24

Programs for Islamiyat and Arabic for in-Service teachers shall be organized by teacher training institutions" (1)

"اسلامیات اور عربی کی تدریس کیلئے اچھے تعلیم یافتہ اساتذہ کا تقرر کیا جائے گا۔ اور سروس میں اساتذہ کے لیے اسلامیات اور عربی کی خاطر، اساتذہ کے تربیتی اداروں میں تربیتی پروگرام کا اہتمام کیا جائے گا"۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر عربی اور اسلامیات کے اساتذہ کی تربیت اچھی ہو گی اور وہ بہتر اسلامی تعلیمات کے مالک ہونگے تو اسلامی اقدار کے احیاء میں موثر کردار ادا کر سکیں گے۔ تعلیمی پالیسی 2009 میں مزید یہ کہا گیا ہے:

"Islamic teachings shall be made the part of teacher's training curricula and curricula of other training institutions"(2)

"اسلامی تعلیمات کو اساتذہ کے تربیتی نصاب اور دوسرے تربیتی اداروں کے نصاب کا حصہ بنایا جائے گا"۔

اسلامی تعلیمات کو اساتذہ کے تربیتی اداروں اور نصاب میں سمونا اور اسلامی تعلیمات کے پس منظر میں اساتذہ کی تعلیم و تربیت کرنا موجودہ دور کی اہم ضرورت ہے۔ پالیسی میں اس امر کے اقدام اٹھانا اسلامی اقدار کے احیاء کے امکانات کو روشن کرنے کی دلیل ہے:

"Arrangements shall be made for printing of rare books on Islam, charts and materials relating to Islamic injunctions and their distribution amongst libraries of schools, colleges, universities, research institution and Dīniī Madāris". (3)

"اسلام کے بارے میں کمیاب کتب، چارٹس اور اسلامی احکام سے متعلق مواد کی اشاعت، سکولز، کالجز اور یونیورسٹیز کی لائبریریوں، تحقیقی اداروں اور دینی مدارس میں تقسیم کیلئے انتظامات کئے جائیں گے"۔

اگر مخلص نیت سے پالیسی نکات پر عمل کرنے کے اقدامات کیے جائیں تو اسلامی اقدار کے احیاء کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔

---

(1) National Education Policy 2009,24
(2) Ibid
(3) Ibid
(4) Ibid

۲۰۰۹ء کی تعلیمی پالیسی کے اغراض و مقاصد میں نظام تعلیم کو از سر نو ترتیب دیتے ہوئے چند اہم نکات کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے:

"To revitalize the existing education system with a view to cater to social, political and spiritual needs of Individuals and society".(1)

"افراد اور معاشرہ کی سماجی، سیاسی اور روحانی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے موجودہ نظام تعلیم کو از سر نو جلا دینا"۔

"To play a fundamental role in the preservation of the ideals, which led to the creation of Pakistan and strengthen the concept of the basic ideology within the Islamic frame-work enshrined in the 1973 constitution of Islamic republic of Pakistan"(2)

"ان مقاصد کے تحفظ میں بنیادی کردار ادا کرنا جو قیام پاکستان کی بنیاد ہے۔ اور یہ کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے 1973ء کے آئین میں دیئے گئے اسلامی ڈھانچے (حدود) کے اندر رہ کر بنیادی نظریہ کے تصور کو مستحکم کرنا"۔

"To promote social and cultural harmony through the use of the educational process" (3)

"تعلیمی عمل کے ذریعے سماجی اور ثقافتی ہم آہنگی کو ترقی دینا۔

اگر موجودہ پالیسی کے مذکورہ نکات پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی تعلیمات و اقدار کے احیاء کے لیے اقدام اٹھائے گئے ہیں۔

نتائج:

زیر بحث مقالہ میں متعلقہ مواد کا تجزیاتی مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات واضح ہوتی ہے کہ 1947 سے لے کر آج تک ناگزیر حالات کے پیش نظر نظام تعلیم کو نظریاتی بنیادوں پر استوار کرنے کے لیے مخلصانہ کوششوں میں کمی واقع رہی ہے۔ اس وجہ سے کہ اسلامی اقدار کو نظام تعلیمی میں سمونے کے اقدامات کماحقہ ہو نہیں کیے جا سکے کیونکہ ہمارا نظام تعلیم شروع سے ہی سیاسی مصلحت کا شکار رہا ہے۔ بقول سید عبد اللہ ہمارے ہاں ابھی تک ماہر تعلیم پیدا ہی نہیں ہوا۔

ماہرین تعلیم، اکابرین، مذہبی سکالرز کے خیال میں قیام پاکستان ہی مقصود تھا جس کے بعد انہوں نے اس کی

(1) National Education Policy,2009,24

(2) Ibid

(3) Ibid

فلاح بہبود کی طرف سے توجہ ہٹا کر اپنے مقاصد کے حصول کے لیے کوششیں شروع کر دیں۔

سفارشات:

اسلامی اقدار کے احیاء کے امکانات کو کامیاب بنانے کے لیے درج ذیل اقدامات اٹھائے جاسکتے ہیں۔

۱۔ معاشرتی اقدار کو اس طرح منظم و مرتب کیا جائے کہ وہ کسی طور پر بھی اسلامی تعلیمات کے منافی نہ ہوں۔ ہمارے معاشرتی سماجی معاملات قرآن وسنت کے تابع بنانے کا حکومتی سطح پر انتظام کیا جاسکتا ہے۔

۲۔ عدل وانصاف اور اجتماعی عدل کے امور کو اس طرح انجام دیا جائے کہ کوئی امر اسلامی تعلیمات سے متصادم نہ ہو۔

۳۔ یہ کہ معاشرے کے اندر امر و نہی کو رواج دیا جائے یہ کام علماء کرام اور ابلاغیات سے وابستہ دانشور حضرات بخوبی انجام دے سکتے ہیں۔

۴۔ پاکستان جیسے نظریاتی اسلامی ملک کے میڈیا کو ہر ممکن کوشش کر کے اسلامی تعلیمات اور اسلامی اقدار کے احیاء میں اقدامات کرنے کی ترغیب دینی چاہئے۔

۵۔ کالجز(Colleges) ،یونیورسٹیز (Universities)کی سطح پر اور دینی مدارس میں اسلامی اقدار کے احیاء کے سلسلہ میں سیمینار کرائے جائیں تو اسلامی اقدار کے احیاء کے اقدامات کیے جاسکتے ہیں۔

٦۔ یہ کام ادیب اور شعراء حضرات بھی انجام دے سکتے ہیں وہ ایسے مشاعرے منعقد کرائیں جو عوامی سطح پر انعقاد پذیر ہوں اور ان میں شاعر حضرات اسلامی مستقل اقدار کی اہمیت اپنے کلام کے ذریعے اجاگر کر سکتے ہیں۔ (عفو ودر گزر، صدق ،عدل وانصاف وغیرہ)۔

۷۔ تمام نصابی کتب میں اسلامی اقدار کو مناسب جگہ دے کر نئی نسل کی تربیت کا انتظام کرنے کا اقدام کیا جا سکتا ہے۔

۸۔ تعلیمی اداروں میں ہر سطح پر ایسے اساتذہ تعینات کیے جائیں جو اسلامی سوچ اور فکر رکھتے ہوں اور ان کی تربیت کے اداروں میں ایسا نصاب تعلیم ترتیب دیا جائے جس میں اسلامی اقدار کی عملیت کی اہمیت کو مدِ نظر رکھا گیا ہو۔

۹۔ تدوین نصاب کے اداروں میں نصاب سازی کے لیے ایسے اسکالرز کا انتخاب کیا جائے جو اسلامی تعلیمات واقدار سے باخوبی واقفیت رکھتے ہوں اور قومی تعلیمی پالیسیوں کی تدوین وترتیب میں ایسے ہی اسلام دوست اسکالرز کی خدمات حاصل کی جائیں۔

اختتامیہ:

مختصر یہ کہ اگر اسلامی تعلیمات، حکومتی سطح پر مدون تعلیمی پالیسیاں، ذرائع ابلاغیات پر بحث و تمحیص و علماء حق کے خطابات اور نصاب تعلیم جو کہ اسلامی اقدار و تعلیمات کے پس منظر میں مرتب کیا گیا ہو اس پر عمل کیا جائے تو پاکستان میں اسلامی اقدار کو نظام تعلیم میں سمونے کے اقدامات کے خاطر و خواہ نتائج بر آمد ہو سکتے ہیں اور پاکستان ایک فلاحی اسلامی ریاست بن سکتی ہے اور یہی قیام پاکستان کا اصل مقصود تھے۔

———